



Deeneislam.com - Urdu Islamic Website
www.deeneislam.com



سستی کا علاج

"چستی"

از مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم

www.DEENEISLAM.com



فہرست مضامین

- ۶ ۱ سستی کا مقابلہ ”ہمت“ سے کرے۔
- ۷ ۲ حاصل تصوف ”دو باتیں“
- ۸ ۳ نفس کو بہلا پھسلا کر اس سے کام لو
- ۱۰ ۴ اگر صدر مملکت کی طرف سے اسی وقت بلاوا آجائے؟
- ۱۱ ۵ کل پر مت ٹالو۔
- ۱۲ ۶ اپنے فائدے کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔
- ۱۳ ۷ وہ لحات زندگی کس کام کے؟
- ۱۴ ۸ دنیا کے مناصب اور عہدے
- ۱۵ ۹ نیا کا منفرد منصب اور عہدہ
- ۱۶ ۱۰ بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا فائدہ
- ۱۷ ۱۱ وہ بات تمہاری ہو گئی۔
- ۱۸ ۱۲ زبردستی کان میں باتیں ڈال دیں۔
- ۱۹ ۱۳ عذر اور سستی میں فرق ہے۔
- ۲۱ ۱۴ یہ روزہ کس کے لئے رکھ رہے تھے؟
- ۲۰ ۱۵ سستی کا علاج۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سستی کا علاج

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به و
نتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من
يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له، واشهد ان لا
اله الا الله وحده لا شريك له، واشهد ان سيدنا وسدنا ونبينا ومولانا
محمدا عبده ورسوله، صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وبارك
وسلم تسليما كثيرا:

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن
الرحيم - وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّهَ لَمَعَ
الْمُحْسِنِينَ (العنكبوت، ٦٩)

امنت بالله صدق الله مولانا العظيم،





سستی کا مقابلہ ”ہمت“ سے کرے

میں پچھلے دنوں رنگون اور برما کے بعض دوسرے شہروں کے سفر پر تھا۔ مسلسل دس بارہ روز سفر میں گزرے۔ متواتر بیانات کا سلسلہ رہا: ایک ایک دن میں بعض اوقات چار چار، پانچ پانچ بیانات ہوئے۔ اس لئے آواز ٹیٹھی ہوئی ہے، اور طبیعت میں ٹکان بھی ہے، اور اتفاق سے کل دوبارہ حرمین شریفین کا سفر درپیش ہے، اس لئے آج طبیعت سستی کر رہی تھی، اور یہ خیال ہو رہا تھا کہ جب پچھلے جمعہ نانہ ہو گیا تھا تو ایک جمعہ اور سستی۔۔۔ لیکن اپنے حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

جب کسی معمول کے پورا کرنے میں سستی ہو رہی ہو، تو وہی موقع انسان کے امتحان کا ہے، اب ایک صورت تو یہ ہے کہ اس سستی کے آگے ہتھیار ڈال دے، اور نفس کی بات مان لے۔ تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آج ایک معمول میں ہتھیار ڈالے۔ کل کو نفس دوسرے معمول میں ہتھیار ڈالوائے گا، اور پھر آہستہ آہستہ طبیعت اس سستی کے تابع اور اس کی عادی ہو جائے گی۔۔۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اس سستی کا





ہمت سے مقابلہ کر کے اس معمول کو گزرے،
محنت اور مشقت کر کے زبردستی اس کام کو کرے،
تو پھر اس محنت اور مشقت اور مقابلہ کرنے کی برکت
سے اللہ تعالیٰ آئندہ بھی معذرت کے پورا کرنے کی
توفیق عطا فرمائیں گے“

حاصل تصوف ”دو باتیں“

اور ایسے موقع ہمارے حضرت والا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک
ملفوظ سنایا کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ ملفوظ یاد رکھنے، بلکہ دل پر نقش
کرنے کے قابل ہے، حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ:
”وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا، یہ
ہے کہ جس وقت کسی طاعت کی ادائیگی میں سستی
ہو، تو اس سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو
کرے، اور جس وقت کسی گناہ کا داعیہ (تقاضا) پیدا
ہو، تو اس داعیہ (تقاضے) کا مقابلہ کر کے اس
گناہ سے بچے، جب یہ بات حاصل ہو جائے تو پھر
کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ اسی سے تعلق مع اللہ
پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے مضبوط ہوتا ہے، اور اسی سے
ترقی کرتا ہے“





بہر حال، سستی دور کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، یعنی اس سستی کا ہمت سے مقابلہ کرنا، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیخ کوئی نسخہ گھول کر پلا دے گا تو ساری سستی دور ہو جائے گی، اور سب کام ٹھیک ہوتے چلے جائیں گے۔ یاد رکھو کہ سستی کا مقابلہ ہمت سے ہی ہو گا، اس کا اور کوئی علاج نہیں۔

نفس کو بہلا پھسلا کر اس سے کام لو

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالجی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو ذرا بہلا پھسلا کر اس سے کام لیا کرو۔ پھر اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دن جب تہجد کے وقت آنکھ کھلی تو طبیعت میں بڑی سستی اور سسل تھا۔ دل میں خیال آیا کہ آج تو طبیعت بھی پوری صریح ٹھیک نہیں ہے۔ کسل بھی ہے، اور عمر بھی تیساری زیادہ ہے اور تہجد کی نماز کوئی فرض و واجب بھی نہیں ہے، پڑے سوتے رہو۔ اگر آج تہجد کی نماز نہیں پڑھی تو کیا ہو جائے گا؟

حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ بات تو ٹھیک ہے کہ تہجد کی نماز فرض و واجب بھی نہیں ہے، اور دوسری طرف طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن یہ وقت تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا وقت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اٹل زمین پر متوجہ ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ





کی طرف سے منادی پکارتا رہتا ہے کہ، ہے کوئی مغفرت مانگتے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے۔ لہذا ایسے مبارک وقت کو بے کار گزارنا بھی ٹھیک نہیں۔ پھر اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ اچھا ایسا کرو کہ نماز مت پڑھو، لیکن اٹھ کر بستر پر ہی بیٹھ جاؤ، اور تھوڑی سی دعا کرو۔ دعا کر کے پھر دوبارہ سو جانا۔ چنانچہ میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور دعا کرنی شروع کر دی، اب دعا کرتے کرتے پھر نفس سے کہا کہ میاں! جب تم اٹھ کر بیٹھ گئے تو تمہاری نیند تو چلی گئی، اب ایسا کرو کہ غسل خانے تک چلے جاؤ، اور استنجاء وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ۔ پھر آرام سے آکر لیٹ جانا، چنانچہ میں غسل خانے میں پہنچ گیا، اور استنجاء وغیرہ سے فارغ ہو گیا تو سوچا کہ چلو وضو بھی کر لو، اس لئے وضو کر کے دعا کرنے میں قبولیت کی توقع زیادہ ہے۔ چنانچہ وضو کر لیا، اور واپس بستر پر آکر بیٹھ گیا، اور دعا شروع کر دی۔ پھر نفس سے کہا کہ یہ بستر پر بیٹھ کر کیا دعا ہو رہی ہے، دعا کرنے کی جو تمہاری جگہ ہے، جائے نماز، وہاں جا کر دعا کر لو۔ یہ کہہ کر نفس کو جائے نماز تک کھینچ کر لے گیا، اور جب جائے نماز پر پہنچا تو جلدی سے دو رکعت تہجد کی نیت باندھ لی۔

پھر فرمایا کہ اس طرح نفس کو تھوڑا سا ہلادادے دے کر بھی لانا پڑتا ہے، اور جس طرح یہ نفس تمہارے ساتھ نیک کام کو ٹلانے کا معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرو، اور اس کو کھینچ کھینچ لے جایا کرو۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پھر اس عمل کی توفیق عطا فرمادیں گے۔





اگر صدر مملکت کی طرف سے بلاوا آ جائے

ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم نے اپنا یہ معمول بنا کر رکھا ہے کہ فلاں وقت میں تلاوت کروں گا، یا فلاں وقت میں نفل نماز پڑھوں گا۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو طبیعت میں سستی ہو رہی ہے، اور اٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا ہے تو ایسے وقت میں اپنے نفس کی ذرا تربیت کیا کرو، اور اس نفس سے کہو کہ اچھا، اس وقت تو تمہیں سستی ہو رہی ہے، اور بستر تاننے کو دل نہیں چاہ رہا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اگر اس وقت صدر مملکت کی طرف سے یہ پیغام آ جائے کہ ہم تمہیں بہت بڑا انعام، یا بہت بڑا منصب یا عمدہ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم اس وقت فوراً ہمارے پاس آ جاؤ۔۔۔ بتاؤ، کیا اس وقت بھی سستی رہے گی؟ اور کیا تم پیغام لانے والے کو یہ جواب دو گے کہ میں اس وقت نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اس وقت تو مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ کوئی بھی انسان جس میں ذرا بھی عقل و ہوش ہے، صدر مملکت کا یہ پیغام سن کر اس کی ساری سستی، کابلی اور نیند دور ہو جائے گی۔ اور خوشی کے مارے فوراً انعام حاصل کرنے کے لئے بھاگ کھڑا ہو گا۔۔۔

لہذا اگر اس وقت یہ نفس اس انعام کے حصول کے لئے بھاگ پڑے گا تو اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں اٹھنے سے کوئی عذر نہیں تھا۔ اگر حقیقت میں اٹھنے سے کوئی عذر ہوتا تو صدر مملکت کا پیغام سن کر نہ اٹھتے، بلکہ بستر پر پڑے رہتے۔۔۔ اس کے بعد یہ سوچو کہ دنیا کا ایک





سربراہ مملکت جو بالکل عاجز، انتہائی عاجز، انتہائی عاجز ہے، وہ اگر تمہیں ایک انعام یا منصب دینے کے لئے بلا رہا ہے تو تم اس کے لئے اتنا بھاگ سکتے ہو، لیکن وہ احکم الحاکمین، جس کے قبضہ و قدرت میں پوری کائنات ہے۔ دینے والا وہی ہے۔ چھیننے والا وہی ہے۔ اس کی طرف سے باوا آ رہا ہے تو اس کے دربار میں حاضر ہونے میں سستی کر رہے ہو؟ — ان باتوں کا تصور کرنے سے انشاء اللہ اس کام کی ہمت ہو جائے گی، اور سستی دور ہو جائے گی۔

کل پر مت ٹالو

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک نیک عمل کا دل میں خیال پیدا ہوا، کہ یہ نیک کام کرنا چاہئے۔ لیکن پھر انسان کا نفس اس کو یہ بہکاتا ہے کہ یہ کام تو اچھا ہے، البتہ کل سے یہ کام شروع کریں گے — یاد رکھو، یہ نفس کا کید ہے۔ اس لئے کہ وہ کل پھر نہیں آتی، جو کام کرنا ہے۔ وہ آج، بلکہ ابھی شروع کر دو، کیا پتہ کہ کل آئے، یا نہ آئے، کیا معلوم کہ کل کو موقع ملے یا نہ ملے، کیا پتہ کل کو یہ داعیہ موجود رہے یا نہ رہے، کیا پتہ کل کو حالات سازگار رہیں یا نہ رہیں، اور کیا پتہ کل کو زندگی رہے یا نہ رہے۔ اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَارِعُوا إِلَىٰ تَغْفِيرَةٍ مِن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

(سورہ آل عمران: ۱۳۳)





یعنی اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف جلدی دوڑو، ویر نہ کرو، اور اس جنت کی طرف دوڑو، جس کی چوڑائی سارے آسمان اور زمین کے برابر

ہے۔

بہر حال، یہ عرض کر رہا تھا کہ آج مجھے سستی ہو رہی تھی، مگر اپنے حضرت والا کی یہ باتیں یاد آگئیں، جس کی وجہ سے آنے کی ہمت ہو گئی، اور چلا آیا۔

اپنے فائدے کے لئے حاضر ہوتا ہوں

دوسرے یہ کہ یہاں درحقیقت میں اپنے فائدے کے لئے حاضر ہوتا ہوں، اور میں تو یہ سوچتا ہوں کہ اللہ کے نیک بندے نیک طلب لے کر دین کی باتیں سننے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں، مجھے بھی ان کی برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ کے بندے دین کی خاطر کسی جگہ ہوتے ہیں، تو آپس میں ایک دوسرے پر برکتوں کا انعکاس ہوتا ہے، اس لئے میں تو ہمیشہ اس نیت سے آتا ہوں کہ نیک لوگوں کی برکتیں حاصل کروں۔

وہ لمحات زندگی کس کام کے؟

تیسرے یہ کہ حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کی ایک بات اور یاد آگئی، یہ بات بھی میں نے حضرت والا ہی سے سنی! فرمایا کہ جب حضرت والامرض الوفا میں بیمار اور صاحب فراش تھے۔ اور ڈاکٹروں نے آپ کو





ملاقات اور بات چیت سے منع کر رکھا تھا۔ ایک دن آپ بستر پر آنکھیں بند کئے لیئے تھے۔ لیئے لیئے اچانک آنکھ کھولی۔ اور فرمایا کہ مولوی محمد شفیع صاحب کہاں ہیں۔ ان کو بلاؤ۔۔۔۔۔ ”مولوی محمد شفیع صاحب“ سے مراد میرے والد ماجد ہیں، حضرت والا نے میرے والد صاحب کو ”احکام القرآن“ عربی زبان میں تالیف کرنے پر لگا رکھا تھا۔ چنانچہ جب والد صاحب تشریف لائے تو ان سے فرمایا کہ آپ احکام القرآن لکھ رہے ہیں۔ مجھے ابھی خیال آیا کہ قرآن کریم کی فلاں آیت سے فلاں مسئلہ نکلتا ہے، یہ مسئلہ میں نے اس سے پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ جب آپ اس آیت پر پہنچیں تو اس مسئلہ کو بھی لکھ لیجئے گا۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔ اب دیکھئے کہ مرض الوفا میں لیئے ہیں۔ مگر دل و دماغ میں قرآن کریم کی آیات اور ان کی تفسیر گھوم رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آنکھ کھولی، اور فرمایا کہ فلاں صاحب کو بلاؤ، جب وہ صاحب آگئے تو ان سے متعلق کچھ کام بتا دیا۔ جب بار بار آپ نے ایسا کیا تو مولانا شبیر علی صاحب، جو حضرت کی خانقاہ کے ناظم تھے، اور حضرت والا سے بے تکلف بھی تھے۔ فرمایا کہ حضرت! ڈاکٹروں اور حکیموں نے تو بات چیت سے منع کر رکھا ہے۔ مگر آپ بار بار لوگوں کو بلا کر ان سے بات کرتے ہیں، خدا کے لئے آپ ہماری جان پر تور حم کریں۔ ان کے جواب میں حضرت والا نے فرمایا کہ:

”بات تو تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن میں یہ سوچتا

ہوں کہ وہ لمحات زندگی کس کام کے جو کسی کی





خدمت میں صرف نہ ہوں۔ اگر کسی خدمت کے
اندر یہ عمر گزر جائے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔“

دنیا کے مناصب اور عہدے

یہ ”خادمیت“ یہ بڑی عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے
ہمارے دلوں میں پیدا فرمادے۔ ہر ایک کے خادم بنو، اپنے اندر خدمت
کا جذبہ پیدا کرو۔ حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا
کے تمام عہدوں کا حال یہ ہے کہ اگر انسان ان کو حاصل کرنا چاہے، تو
اس کو حاصل کرنا اختیار میں نہیں ہوتا، مثلاً دل چاہ رہا ہے کہ میں ”صدر
مملکت“ بن جاؤں، لیکن صدر مملکت بننا اپنے اختیار میں نہیں۔ یا دل
چاہ رہا ہے کہ ”وزیر اعظم“ بن جاؤں۔ لیکن وزیر اعظم بننا اختیار میں
نہیں، یا دل چاہ رہا ہے کہ اسمبلی کا صرف ممبر بن جاؤں، وہ بھی اختیار میں
نہیں، یا کہیں افسر بننا چاہتا ہے۔ ملازمت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اب
اس کے لئے درخواست دو۔ انٹرویو دو۔ کتنے پاپڑ بیلو، اور تمام کوششیں
کرنے کے بعد جب وہ منصب حاصل ہو گیا تو اب لوگ حسد کرنے لگے
کہ یہ ہم سے آگے بڑھ گیا، اور ہم پیچھے رہ گئے۔ اب اس کے خلاف
سازشیں ہونے لگیں کہ کسی طرح یہ منصب اور یہ عہدہ اس سے چھین لیا
جائے۔ چنانچہ اچھا خاصہ وزیر اعظم بنا ہوا تھا۔ اب ختم ہو گیا۔ عہدہ
چھین گیا۔ صدر بنا ہوا تھا۔ ختم ہو گیا، تو دنیا کے سارے عہدوں اور
منصبوں کا یہی حال ہے کہ نہ تو ان کا حصول اپنے اختیار میں ہے، اور اگر





حاصل ہو جائے تو اس پر برقرار رہنا اپنے اختیار میں نہیں۔ پھر لوگ اس پر حسد بھی کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ

میں تمہیں ایک ایسا منفرد منصب بتاتا ہوں، جس کا حاصل کرنا بھی اپنے اختیار میں ہے، اور اگر تم وہ منصب حاصل کر لو تو کوئی شخص تمہارے اوپر حسد بھی نہیں کرے گا، اور نہ کوئی تم سے لڑے گا، اور نہ کوئی تمہیں اس سے معزول کر سکتا ہے، وہ ہے ”خادم“ کا منصب، تم خادم بن جاؤ، یہ منصب اپنے اختیار میں ہے، اس کے لئے درخواست دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ نہ ووٹ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ نہ ایکشن کی ضرورت ہے، اگر یہ منصب حاصل ہو جائے تو اس پر دوسروں کو حسد بھی نہیں ہوتا، اس لئے یہ تو کام ہی خدمت کا کر رہا ہے تو اب دوسرا شخص اس پر کیا حسد کرے گا، اور نہ کوئی شخص تمہیں اس منصب سے معزول کر سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ خادم بن جاؤ۔ کس کے خادم بن جاؤ؟ اپنے گھر والوں کے خادم بن جاؤ، گھر کا جو کام کرو۔ خدمت کی نیت سے کرو۔ اپنی بیوی کا خادم، اپنے بچوں کا خادم، اپنے دوستوں کا خادم، اور جو کوئی ملنے والے آئیں، ان کی بھی خدمت کرو، اور اللہ کی مخلوق کی اللہ کے نیک بندوں کی خدمت کرو، جو کام بھی کرو، خدمت کی نیت سے کرو، اگر وعظ کہہ رہے ہو۔ وہ بھی خدمت کے لئے۔ تصنیف کر رہے ہو۔ وہ بھی خدمت کے لئے، اس خادمیت کے منصب کو حاصل کرو، اس لئے کہ سارے جھگڑے مخدوم بننے میں ہیں۔ اس لئے حضرت والا خود اپنے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں تو اپنے آپ کو خادم سمجھتا





ہوں، اپنی بیوی کا بھی خادم، اپنے بچوں کا بھی خادم، اپنے مریدوں کا خادم، اپنے اہل تعلقات کا خادم، اور یہ وہ منصب ہے کہ جس میں شیطانی وسوس بھی کم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ عجب، تکبر، بڑائی وغیرہ ان عہدوں میں پیدا ہوتی ہے، جو دنیاوی اعتبار سے بڑے سمجھے جاتے ہیں، اب خادم کے عہدے میں کیا بڑائی ہے۔ اس لئے شیطانی وسوس بھی نہیں آتے، اس واسطے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا فائدہ

بہر حال، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج طبیعت میں سستی ہو رہی تھی۔ لیکن ہمارے حضرت والا کی یہ باتیں یاد آگئیں، اور ہمت ہو گئی، اور اللہ والوں سے تعلق قائم کرنے کا یہی فائدہ ہوتا ہے، اب معلوم نہیں کہ یہ باتیں حضرت والا نے کب کہی ہوگی، ہماری طرف سے نہ تو طلب تھی۔ نہ خواہش تھی۔ نہ کوئی کوشش تھی، مگر حضرت والا نے زبردستی کچھ باتیں کان میں ڈال دیں، اور اب وہ باتیں الحمد للہ وقت پر یاد آ جاتی ہیں، اور کام بنا دیتی ہیں۔

وہ بات تمہاری ہو گئی، وقت پر یاد آ جائے گی

حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ مجلس میں جو باتیں ہوتی ہیں، بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان باتوں کو یاد کر لیں۔ مگر یہ باتیں یاد نہیں





ہوتیں۔ اس پر اپنا واقعہ سنایا کہ میں بھی حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کی مجلس میں جب حاضر ہوتا تو یہ دل چاہتا کہ حضرت والا کی باتیں لکھ لیا کروں، بعض لوگ لکھ لیا کرتے تھے۔ مجھ سے تیز لکھا نہیں جاتا تھا۔ اس لئے میں لکھنے سے رہ جاتا تھا۔۔۔ میں نے ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت! میرا دل چاہتا ہے کہ ملفوظات لکھ لیا کروں۔ مگر لکھا جاتا نہیں، اور یاد رہتے نہیں ہیں۔ بھول جاتا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے، خود صاحب ملفوظ کیوں نہیں بن جاتے؟ حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں تو تھرا گیا کہ میں کہاں صاحب ملفوظ بن سکتا ہوں۔ پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ جو بات حق ہو، اور فہم سلیم پر مبنی ہو۔ صحیح فکر پر مبنی ہو۔ جب ایسی بات تمہارے کان میں پڑ گئی، اور تمہارے دل نے اسے قبول کر لیا، وہ بات تمہاری ہو گئی، اب چاہے وہ بات بعینہ انہی لفظوں میں یاد رہے یا نہ رہے۔ اب وقت آئے گا، انشاء اللہ اس وقت یاد آجائے گی، اور اس پر عمل کی توفیق ہو جائے گی۔

بزرگوں کی خدمت میں جانے اور ان کی باتیں سننے کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ کان میں باتیں ڈالتے رہتے ہیں۔ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ باتیں انسان کی طبیعت میں داخل ہو جاتی ہیں، اور پھر وقت پر یاد آجاتی ہیں،





زبردستی کان میں باتیں ڈال دیں

میں آج سوچتا ہوں کہ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ، حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ، اور حضرت مولانا سیح اللہ خان صاحب قدس اللہ سرہ، ان تینوں بزرگوں سے میرا تعلق رہا ہے، اپنا حال تو تباہ ہی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی خدمت میں حاضری کی توفیق عطا فرمادی، یہ ان کا فضل و کرم تھا، اب ساری عمر بھی اس پر شکر ادا کروں، تب بھی ادا نہیں ہو سکتا، یہ بزرگ کچھ باتیں زبردستی کانوں میں ڈال گئے، اپنی طرف سے جن کی نہ تو طلب تھی اور نہ خواہش اور اگر میں ان باتوں کو اب نمبر وار لکھنا چاہوں جو ان بزرگوں کی مجلسوں میں سنی تھیں، تو فوری طور پر سب کا یاد آنا مشکل ہے، لیکن کسی نہ کسی موقع پر وہ باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اور بزرگوں سے تعلق کا یہ ہی فائدہ ہوتا ہے، اور جس طرح بزرگوں کی خدمت میں حاضری نعمت ہے، اور ان کی بات سننا نعمت ہے۔ اسی طرح ان بزرگوں کے ملفوظات۔ حالات۔ سوانح پڑھنا بھی اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے، آج یہ حضرات موجود نہیں ہیں۔ مگر الحمد للہ سب باتیں لکھی ہوئی چھوڑ گئے ہیں۔ ان کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔ یہ باتیں کلام آجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں ان بزرگوں کا دامن تمہارے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔





”عذر“ اور ”سستی“ میں فرق

ترجمال، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب بھی سستی ہو، اس کو سستی کا مقابلہ کرنا چاہئے، اور معمول کو پورا کرنا چاہئے، دیکھئے، ”عذر“ اور چیز ہے ”سستی“ اور چیز ہے۔ اگر عذر کی وجہ سے معمول چھوٹ جائے تو پھر کوئی غم نہیں۔ مثلاً بیماری کی وجہ سے معمول چھوٹ گیا۔ یا سفر کی وجہ سے معمول چھوٹ گیا، اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس پر مواخذہ نہیں کیا۔ بلکہ عذر کی وجہ سے رعایت دی ہے تو پھر ہم خود کون ہوتے ہیں پابندی کرانے والے؟ اس لئے کسی عذر کی وجہ سے اس کے چھوٹنے پر رنج نہیں کرنا چاہئے۔

یہ روزہ کس کے لئے رکھ رہے تھے؟

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالرحی صاحب قدس اللہ سرہ حضرت تھانوی کی یہ بات نقل فرماتے تھے کہ ایک شخص رمضان میں بیمار ہو گیا، اور بیماری کی وجہ سے روزہ چھوٹ گیا، اب اس کو اس بات کا غم ہو رہا ہے کہ رمضان کا روزہ چھوٹ گیا، حضرت فرماتے ہیں کہ غم کرنے کی کوئی بات نہیں، اس لئے کہ یہ دیکھو کہ تم روزہ کس کے لئے رکھ رہے ہو؟ اگر تم اپنی ذات کے لئے اپنا جی خوش کرنے کے لئے، اور اپنا شوق پورا کرنے کے لئے روزہ رکھ رہے ہو، پھر تو بیشک اس پر غم اور صدمہ کرو کہ بیماری آگئی، اور روزہ چھوٹ گیا، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے لئے روزہ رکھ رہے ہو۔ تو پھر غم کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرما





دیا ہے کہ بیماری میں روزہ چھوڑ دو۔

لہذا اگر شرعی عذر کی وجہ سے روزے قضا ہو رہے ہیں، یا معمولات چھوٹ رہے ہیں، مثلاً بیماری ہے، سفر ہے، یا خواتین کی طبعی مجبوری ہے یا کسی زیادہ اہم مصروفیت کی وجہ سے جو دین ہی کا تقاضہ تھی، معمول چھوٹ گیا مثلاً ماں باپ بیمار ہیں، ان کی خدمت میں لگا ہوا ہے، اور اس خدمت کی وجہ سے معمول چھوٹ گیا، تو اس سے بالکل رنجیدہ اور نمگین نہ ہونا چاہئے۔ لیکن سستی کی وجہ سے معمول کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ عذر کی وجہ سے چھوٹ جائے تو اس پر رنجیدہ نہ ہونا چاہئے۔

سستی کا علاج

اور سستی کا واحد علاج یہ ہے کہ اس کا مقابلہ کرو، اور اس کے آگے ڈٹ جاؤ، اور ہمت سے مقابلہ کرو، اس کا علاج سوائے استعمال ہمت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگیوں میں صرف یہ بات بھی آجائے یعنی ”سستی کا مقابلہ کرنا“ تو سمجھ لو کہ آدھا کام ہو گیا، اور اس کے بعد بقیہ آدھے کام کے حصول کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سستی کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

